درسگاہِ نبوی

قاضی اطہر مبارک پوری

ہجرت عامہ سے دو سال پہلے ہی مدینہ منوّرہ میں مسجد بنی زُریق، مسجد قباء اور نقیع الخضمات اور دیگر مساجد و مقامات میں قرآن، تفقہ اور دین کی تعلیم ہو رہی تھی، اور ان کی تعلیمی خدمات انجام دینے والوں کے لئے معلّم اور مقری کا لقب مشہور ہو گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری کے بعد ہی مسجد نبوی میں مرکزی درسگاہ کا اجراء ہوا جو مجلس اور حلقہ کے نام سے یاد کی جاتی تھی، اور یہ دونوں نام بہت بعد تک جاری رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد ستون ابولبابہ کے پاس تشریف لاتے جہاں پہلے ہی سے ضعفاء و مساکین، اصحاب صفہ و مؤلفۃ القلوب اور باہر سے آنے والے وفود حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے تھے، آپ ان کو قرآن اور دین کی تعلیم دیتے اور ان کی دلجوئی فرماتے تھے، آفتاب نکلنے کے بعد اعیان و خوش حال لوگ آتے اور حلقہ میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے کھڑے رہتے، آپ ان کی طرف دیکھتے اور وہ آپ کی طرف دیکھتے اس صورت حال پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۔	آپ ان لوگوں میں رہیئے جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں، ان کا مقصد اللہ کی رضا جوئی ہے۔

اس کے بعد ان لوگوں نے کہا کہ آپ ان لوگوں کو ہم سے دور بیٹھائیں، ہم آپ کے ہم نشیں بنکر ہر وقت حاضر باش رہیں گے، ان کے اس مطالبہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ [1]	آپ ان لوگوں کو نہ ہٹائیے جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں، انکا مقصد اللہ کی رضا جوئی ہے۔

---

[1] وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۴۵

ابتدا میں مجلس میں بیٹھنے کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا، جس کو جہاں جگہ ملتی تھی بیٹھ جاتا تھا، یہ صورت افہام و تفہیم کے لئے مناسب نہیں تھی، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیمی مجلس کا حلقہ بنوایا تاکہ معلم و متعلم ——— میں باہمی تخاطب و توجہ کی نسبت قائم ہو، اثنائے درس میں یہ بات نہایت ضروری اور مفید ہے، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ضعفائے اسلام اور مہاجرین کے ساتھ بیٹھا تھا، اس وقت ہماری غربت اور بے سروسامانی کا یہ حال تھا کہ ہم لوگ عریانیت کے ڈر سے ایک دوسرے سے مل کر بیٹھتے تھے، کوئی قرآن پڑھتا تھا اور ہم لوگ سنتے تھے ایک مرتبہ اسی حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے درمیان بیٹھ کر حلقہ بنانے کا اشارہ فرمایا اور پوری جماعت اس طرح حلقہ بنا کر بیٹھ گئی کہ آپ کا چہرہ مبارک تمام حاضرین کی طرف ہو گیا۔ سلہ

ستون ابولبابہ کو ستون توبہ بھی کہتے ہیں یہ وہی مقدس ستون ہے جس سے حضرت ابولبابہ رض نے غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے پر اپنے کو باندھ رکھا تھا، یہاں تک کہ اُن کی توبہ قبول ہوئی اور جرم معاف کر دیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس اکثر نوافل پڑھتے تھے، اور اسی کے پاس صبح کی تعلیمی مجلس ہوتی تھی اس صباحی درسگاہ میں صحابہ موجود رہا کرتے تھے، خاص سے اصحاب صفہ حاضر باش رہتے تھے ان فقراء و ضعفاء اور اضیاف اسلام کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے ایک گوشہ میں صفہ (چبوترہ) بنوایا تھا جو آج بھی باب جبرئیل اور باب النساء کے درمیان موجود ہے، یہی مقام اصحاب صفہ کا ملجا و ماویٰ تھا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا ہے جن کے بدن پر چادر تک نہیں ہوتی تھی، صرف تہبند باندھے رہتے تھے، یا ان کے بدن پر گردن سے پیر تک کمبل ہوتا تھا اور بے ستری کے ڈر سے اس کو ہاتھ سے پکڑے رہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خاص طور سے قرآن اور دین کی تعلیم دیتے تھے، نیز یہ حضرات آپس میں پڑھتے پڑھاتے تھے یا ذکر و اذکار میں مصروف رہتے تھے ان کی تعداد کم و بیش ہوا کرتی تھی مجموعی تعداد چار سو تک بیان کی جاتی ہے۔

سلہ الفقیہ والمتفقہ ج ۲ ص ۱۲۲۔

عرب قوم اپنی افراد اور قوت حافظہ کی وجہ سے بڑی حد تک نوشت و خواند سے مستغنی تھی،

اور حضرات صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور اقوال و احوال کی

حفاظت و صیانت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرتے تھے، خود حضرت ابن عباس

کے حافظہ کا یہ حال تھا کہ طول طویل قصائد ایک بار سنکر یاد کر لیتے تھے، چنانچہ

ایک ان کے سامنے عمر بن ابو ربیعہ نے اپنا قصیدہ سنایا جس کا مطلع یہ تھا،

أَمِنْ آلِ نُعْمٍ أَنْتَ غَادٍ فَمُبْكِرُ ٭ غَدَاةَ غَدٍ، أَمْ رَائِحٌ فَمُهَجِّرُ

یہ قصیدہ ستر اشعار پر مشتمل تھا، اس وقت نافع بن ازرق نامی ایک شخص

موجود تھا، اس نے کہا کہ ابن عباس آپ کے پاس دور دراز سے لوگ دین کی باتیں

معلوم کرنے کے لیے آتے ہیں، اور آپ ان سے اعراض کرتے ہیں اور قریش کا ایک

لڑکا آپ کو اشعار سنا رہا ہے تو سنتے ہیں، ابن عباس نے کہا کہ بے فائدہ

نہیں سنتا ہوں، کہو تو سنا دوں، نافع بن ازرق نے کہا کہ آپ نے یہ قصیدہ پہلے

سے یاد کر لیا ہوگا، ابن عباس نے کہا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ ابھی ابھی پہلی

بار سکو سنا ہے، یہ کہکر پورا قصیدہ زبانی سنا دیا

(جامع بیان العلم ص ۶۹ ۱ج حاشیہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بسا اوقات ہم ساٹھ ساٹھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں رہا کرتے تھے، اور آپ ہم سے حدیث بیان فرماتے تھے، آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ہم آپس میں ان حدیثوں کا مذاکرہ ومراجعہ کیا کرتے تھے، اور اس حال میں مجلس سے اٹھتے تھے کہ گویا وہ حدیثیں ہمارے دلوں میں پودے کی طرح جڑ پکڑ گئی ہیں۔ [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجلس میں صحابہ موجود تھے میں سب سے کم عمر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اثنائے درس میں فرمایا کہ جو شخص میرے بارے میں قصداً جھوٹ بولے گا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے، جب مجلس ختم ہوئی اور لوگ باہر آئے تو میں کہا کہ آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وعید سننے کے بعد کیسے حدیث بیان کرتے ہیں، صحابہ نے ہنس کر کہا کہ بھتیجے! ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا ہے، وہ سب ہمارے پاس لکھا ہوا موجود ہے: إنّ كل ما سمعنا منه فهو عندنا في كتاب، [2]

حضرت عمرو بن عاص اور ان کے بھائی حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مسجد نبوی کی ایک مجلس ہمارے لئے بڑی قابل رشک تھی، حسب معمول ہم دونوں بھائی ایک دن مجلس میں گئے اس وقت حاضرین حجرۂ شریفہ کے قریب بیٹھے ہوئے قرآن کے بارے میں بحث ومباحثہ کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر ہم دونوں کچھ دور الگ بیٹھ گئے ان لوگوں کی باتیں سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم سے پہلے قومیں اپنے انبیاء کے بارے میں اختلاف کرکے تباہ ہوچکی ہیں، قرآن اس لئے نازل نہیں ہوا ہے کہ تم اس میں اختلاف کرو، قرآن کا بعض حصہ بعض حصہ کی تصدیق کرتا ہے۔ اس کی جو بات سمجھو اس پر عمل کرو اور جو بات تمہارے نزدیک مشتبہ ہو اس پر ایمان لاؤ، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کی طرف دیکھا اور ہم کو بے حد خوشی ہوئی کہ اس بحث ومباحثہ سے دور رہے اور آپ نے ہم کو اس جماعت میں نہیں پایا، [3]

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ مسجد نبوی میں بیٹھ کر حدیث کا مذاکرہ کر رہے تھے اسی حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کہا کہ تم لوگ کیا کر رہے ہو،

---

[1] الفقیہ والمتفقہ ص ۱۱۷/۲ [2] المحدث الفاصل ص ۳۷۵ [3] طبقات ابن سعد ج ۴ ق ۱ ص ۱۴۱

ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے جو کچھ آپ سے سنا ہے اسی کا مذاکرہ کر رہے تھے، آپ نے فرمایا درست ہے، تم لوگ حدیث یاد کر کے دوسروں سے بیان کرو، البتہ جو شخص میرے متعلق جھوٹ بولے گا، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے گا، اتنا کہکر آپ اندر تشریف لے گئے اور ہم خاموش ہو گئے، آپ نے فرمایا کہ تم لوگ خاموش ہو گئے، ہم نے کہا کہ آپ کا فرمان سنکر خاموشی اختیار کر لی ہے، آپ نے فرمایا کہ میرا مطلب یہ نہیں ہے بلکہ جو شخص قصداً ایسا کرے گا اس کے لئے یہ وعید ہے، حضرت رافع نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم آپ سے جو کچھ سنتے ہیں کیا میں اس کو لکھ لیا کروں! آپ نے فرمایا کہ ان کو لکھ لیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [۱]

ایک مرتبہ صحابہ حلقہ میں بیٹھے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے اس کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو اسلام لانے کی توفیق دیکر احسانِ عظیم فرمایا ہے، آپ نے ان کو اللہ کا واسطہ دیکر پوچھا کہ کیا تم لوگ اسی لئے یہاں بیٹھے ہو؟ میں تم کو متہم نہیں کرتا بلکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تم پر فخر کرتا ہے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں دو مجلسیں دیکھیں، ایک مجلس والے ذکر الٰہی اور دعا میں مشغول تھے، اور دوسری مجلس والے تفقہ و تعلیم میں مصروف تھے، آپ نے تعلیمی مجلس والوں کے لئے دعا فرمائی اور اسی میں بیٹھ گئے۔ [۲]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے اسی دوران تین آدمی آئے ان میں سے دو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے، ایک شخص حلقہ کے اندر گنجائش دیکھ کر بیٹھ گیا، دوسرا شخص حلقہ کے پیچھے بیٹھ گیا، اور تیسرا شخص واپس چلا گیا، تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا کہ ان میں سے ایک اللہ کی پناہ میں آیا تو اللہ نے اس کو پناہ دی، دوسرے نے حیا اختیار کی تو اللہ نے بھی اس کے ساتھ حیا کا معاملہ کیا اور تیسرے نے رخ پھیر لیا تو اللہ نے اس سے رخ پھیر لیا۔ [۳]

---

[۱] المحدث الفاصل ص ۳۶۹، [۲] صحیح مسلم ص ۳، [۳] بخاری، باب من قعد حیث ینتہی بہ المجلس۔

مدینہ میں دو بھائی تھے ایک بھائی مجلس میں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنتا تھا اور دوسرا بھائی اپنے کاروبار میں مصروف رہا کرتا تھا، ایک مرتبہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میرا بھائی میرے کاموں میں تعاون نہیں کرتا ہے، آپ نے فرمایا کہ کیا معلوم شاید اسی کی وجہ سے تم کو روزی ملتی ہو۔ [۱]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلقہ نشین صحابہ سے دریافت فرمایا کہ وہ کونسا درخت ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے ہیں اور مسلمان کے مانند ہے، حاضرین مجلس یہ سنکر جنگلی درختوں میں غور کرنے لگے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ہی بتا دیجئے اور میرے دل میں آیا کہ یہ کھجور کا درخت ہے مگر میں نے نہیں بتایا، آپ نے فرمایا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرات صحابہ کے تسلیم و رضا اور ادب و احترام کا یہ حال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کا جواب آپ ہی کی زبان سے سننا چاہتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے، اسی درمیان ایک شخص اونٹ پر آیا اور اس کو باندھ کر دریافت کیا کہ تم لوگوں میں محمد کون ہیں؟ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلقہ میں ٹیک لگا کر بیٹھے تھے، ہم نے آپ کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہ ہیں، اس نے مزید اطمینان کے لئے آپ سے اس کی تصدیق کرائی اور کہا کہ میں آپ سے سوالات کرونگا اور میرا لہجہ سخت ہوگا آپ اس طرز کلام سے کبیدہ خاطر نہ ہوں، آپ نے فرمایا کہ تم جو چاہو سوال کرو، اس نے کہا کہ میں آپ اور انبیائے سابقین کے رب کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو انسانوں کی ہدایت کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، اس کے بعد اس نے کہا کیا اللہ نے آپ کو رات دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، اس نے کہا کہ کیا اللہ نے آپ کو سال میں ماہِ رمضان کے روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، آخر میں پوچھا کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمارے مالداروں سے زکوٰۃ وصول کر کے ہمارے فقراء میں تقسیم کریں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، اس سوال وجواب کے بعد اس شخص نے کہا کہ میں آپ کے دین پر ایمان لایا، میں اپنی قوم بنی سعد بن بکر کا

---

[۱] بخاری، کتاب العلم،

قاصد بنکر آیا ہوں، میرا نام ضمام بن ثعلبہؓ ہے۔ [1]

قبیلہ بنی مراد کے صفوان بن عسّال رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، اس وقت آپ مسجد میں اپنی سُرخ چادر پر ٹیک لگا کر بیٹھے تھے، ان کا بیان ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں علم دین کی طلب میں حاضر ہوا ہوں، آپ نے فرمایا کہ طالب علم کو مرحبا ہو۔ طالب علم پر ملائکہ اپنے پَروں سے سایہ کئے رہتے ہیں علم دین طلب کرنے کیوجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں، تم کیا معلوم کرنے کے لئے آتے ہو؟ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کیا کرتا ہوں، آپ مجھے موزوں پر مسح کے بارے میں مسئلہ بتائیے۔

زرّ بن حبیش رح کہتے ہیں کہ میں صفوان بن عسّال کے پاس گیا انہوں نے پوچھا کہ تم کس لئے آئے ہو؟ میں نے کہا کہ طلب علم کے لئے حاضر ہوا ہوں، یہ سنکر انہوں کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرشتے طالب علم کے لئے اپنے بازو بچھاتے ہیں کیونکہ فرشتے اس کے طلب علم سے خوش ہوتے ہیں۔ [2]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں صحابہ سے حدیث بیان فرما رہے تھے، ایک اعرابی نے آکر سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے اس کا سوال سننے کے باوجود سلسلۂ کلام جاری رکھا، بعض صحابہ کو خیال ہوا کہ بے موقع سوال کی وجہ سے آپ نے جواب نہیں دیا، اور بعض حاضرین نے خیال کیا کہ آپ نے سنا ہی نہیں آپ نے بات پوری کرنے کے بعد کہا کہ سائل کہاں ہے اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا کہ جب امانت ضائع کی جائے تو تم قیامت کا انتظار کرو، اعرابی نے پوچھا کہ امانت کس طرح ضائع ہوگی؟ آپ نے فرمایا کہ جب امر و معاملہ نا اہل کو سپرد کر دیا جائے تو تم قیامت کا انتظار کرو۔ [3]

ایک مرتبہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں موجود تھے ایک اعرابی نے آکر آپ سے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے کہا میں نے اس کے لئے بہت زیادہ صدقہ، خیرات اور کار خیر کی تیاری نہیں کی ہے، البتہ میں اللہ

---

[1] بخاری ج ۱ ص ۱۶ [2] جامع بیان العلم ص ۳۲ ج ۱ [3] بخاری، باب من سئل علماً وہو مشغول فی حدیثہ،

اور اس کے رسول اللہ سے محبت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ آدمی جس سے محبت کرتا ہے قیامت کے میں اسی کے ساتھ رہے گا، صحابہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ خوشخبری سننے کے بعد ہم لوگوں کو اتنی زیادہ خوشی ہوئی جتنی نہ زیادہ کہ اسلام قبول کرنے کے دن ہوئی تھی۔ [1]

حضرت ابو رفاعہ تمیم بن اسید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں وعظ بیان فرما رہے تھے، میں نے قریب جاکر کہا کہ ایک اجنبی آپ سے دین کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہے وہ نہیں جانتا کہ دین کیا ہے، یہ سنتے ہی آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور وعظ ختم کرکے میرے قریب آئے، صحابہ کرسی لائے اور اس پر بیٹھ کر اطمینان سے جو باتیں اللہ نے آپ کو بتائی ہیں مجھ کو بتائیں۔ [2]

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز پڑھ رہا تھا ایک مصلّی کو چھینک آئی تو میں نے یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہا، یہ سنکر شرکائے جماعت میری طرف دیکھنے لگے، میں نے کہا کہ آپ لوگ میری طرف کیوں دیکھ رہے ہیں (اس پر مجھے خاموش کرنے لگے، جب نماز ختم ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے آپ سے بہتر معلّم نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں خدا کی قسم نہ مجھے جھڑکا، نہ مارا، اور نہ ہی سخت سست کہا بلکہ نہایت نرمی سے فرمایا کہ نماز میں عام بات چیت نہیں ہے، اس میں تو تسبیح، تکبیر اور قرآن ہے، یا اسی طرح کی بات بتائی، آپ کی شفقت و محبت دیکھکر میں نے کہا کہ میں دورِ جاہلیت سے قریب رہا ہوں، ہم لوگ اس حال میں اسلام لائے ہیں کہ بعض لوگ کاھنوں سے غیب کی باتیں معلوم کرتے تھے، آپ نے فرمایا کہ تم ان کے پاس نہ جاؤ، میں نے کہا کہ کچھ لوگ بدفالی پر یقین رکھتے تھے، فرمایا کہ لوگ اس کو محسوس کریں بھی تو اس کا اعتبار نہ کریں۔ [3]

ایک مرتبہ سماک بن حربؒ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہا کہ کیا آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بلا تکلف بیٹھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ہم لوگ مجلس نبوی میں حاضر باش رہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر خاموش رہتے تھے، بہت کم ہنستے تھے، بعض

---

[1] [2] مسلم، [3] مسلم،

اوقات صحابہ آپ کے سامنے اشعار سناتے اور جوش کن باتیں کر کے ہنسا کرتے تھے اور آپ بھی مسکرا دیا کرتے تھے ،

حضرت زید بن ثابت کے حلقہ نشینوں نے ان سے کہا کہ آپ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اخلاق و عادات بیان کریں ، انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں رہتا تھا ، جب وحی نازل ہوتی تو آپ مجھے بلاتے اور میں آکر وحی لکھتا ، آپ کی مجلس میں جب ہم دنیا کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے ، جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی اس کا ذکر کرتے اور جب ہم کھانے پینے کا ذکر کرتے تو آپ بھی اس کا ذکر کرتے ہیں آپ کی ان سب باتوں کو تم لوگوں سے بیان کروں گا ۔ [۱]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے چند لوگوں کو کتابت اور قرآن کی تعلیم دی ان میں سے ایک شخص نے ایک کمان مجھے ہدیہ کی ، میں نے سوچا کہ یہ مال نہیں ہے میں اس کمان سے جہاد میں تیراندازی کا کام لوں گا ، اور اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرونگا - چنانچہ میں نے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ ! میں ایک شخص کو کتابت اور قرآن کی تعلیم دیتا تھا اس نے مجھے ایک کمان ہدیہ کیا ہے ، وہ مال نہیں ہے میں اس سے اللہ کی راہ میں تیراندازی کرونگا ، یہ سنکر آپ نے فرمایا کہ اگر تم کو یہ گوارہ ہے کہ یہ کمان آگ کا طوق بنے تو قبول کر لو ، [۲]

درسگاہ نبوی کے نظام تعلیم و تربیت پر مستقل کتاب لکھی جا سکتی ہے ، مذکورہ بالا چند واقعات بطور نمونہ درج کئے گئے ہیں جن سے فی الجملہ اس پر روشنی پڑتی ہے ۔

مسجد نبوی کی اس مرکزی تعلیمی مجلس اور درسگاہ کے علاوہ عہد رسالت میں مدینہ منورہ کے انصار و مہاجرین اور باہر کے وفود یہاں سے نکل کر اپنی مسجدوں ، قبیلوں ، محلوں اور نشست گاہوں میں تعلیمی مجالس اور حلقے قائم کرتے تھے اور ان سب کا تعلق مسجد نبوی کی درسگاہ سے ہوتا تھا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو تاکید فرماتے تھے کہ ان کی ایک ایک بات دوسروں

---

[۱] الفقیہ والمتفقہ ص ۱۱۱/۲ و ص ۱۱۱ ، [۲] ابو داؤد ۔

بعض اہم باتوں کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور سے دیا کرتے تھے، ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو

قرآن کی سورہ کی طرح اس دعا کی تعلیم دیتے تھے، اعوذ بک من عذاب جہنم واعوذ بک من عذاب القبر واعوذ بک

من فتنۃ المسیح الدجال، واعوذ بک من فتنۃ المحیا والممات، واعوذ بک من فتنۃ القبر (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

ابو امامہ باہلی کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتے تھے آپ بہت سی دعائیں لیکن جب کہ ہم یاد نہیں کر سکے تو عرض کیا آپ نے ایسی دعائیں کہ

سکھا دیں [illegible]، فرمایا میں تم کو ایسی دعا بتاتا ہوں جو سب کو شامل ہے کہ اللہم انا نسألک من خیر ما سألک منہ نبیک محمد ونستعیذک من شر ما استعاذ منک نبیک محمد

صلی اللہ علیہ وسلم اللہم انت المستعان وعلیک البلاغ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (ترمذی)

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تشہد کی تعلیم اس طرح دیتے تھے جیسے قرآن کی سورہ کی تعلیم دیتے تھے

اور صحابہ آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو بعض کہتے تھے السلام علی اللہ جب آپ نماز پڑھ چکے تو پوچھا کون تھے [illegible] السلام علی اللہ کیونکہ اللہ سلام

یعنی تشہد سکھایا [illegible] اذا قعد احدکم فی الصلوۃ فلیقل [illegible] السورۃ من القرآن (بخاری مسلم)

(ابن ماجہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد سکھاتے تھے جس طرح مکتب کا معلم بچوں کو سکھاتا ہے (الفقیہ والمتفقہ ج ۲ ص ۱۲۴)

تک پہونچائیں، اسی کے ساتھ اس شخص کے لئے وعید فرماتے تھے جو غلط بات آپ کی طرف منسوب کرکے بیان کرے جیسا کہ احادیث میں اس کی تفصیل موجود ہے، امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ دیا جس میں مسلمانوں کے چند گروہ کے حق میں کلمات خیر کہے، پھر فرمایا کہ کیا بات ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں کو نہ تفقہ سکھاتے ہیں، نہ تعلیم دیتے ہیں، نہ وعظ سناتے ہیں، نہ امر بالمعروف کرتے اور نہ نہی عن المنکر کرتے ہیں، اور کیا بات ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں سے نہ علم حاصل کرتے ہیں نہ تفقہ سیکھتے ہیں، نہ ان کے وعظ و نصیحت پر عمل کرتے ہیں، خدا کی قسم لوگ اپنے پڑوسیوں کو تعلیم دیں، ان کو تفقہ سکھائیں، وعظ و نصیحت کریں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں، اور لوگ اپنے پڑوسیوں سے تعلیم حاصل کریں تفقہ سیکھیں اور نصیحت قبول کریں ورنہ اللہ تعالیٰ بہت جلد انکو سزا دیگا[1]

حضرات صحابہ جو کچھ مجلس نبوی میں سنکر آتے تھے اپنی مجلسوں میں اس کو بیان کرتے اس کے لئے خاص اہتمام کرکے باری مقرر کرتے تھے اور مجلس نبوی کے شاہد اس کے غائب کو یہاں کی باتیں ذمہ داری کے ساتھ بتاتے تھے، اور شب و روز مدینہ میں تعلیمی مجالس اور حلقے جا بجا جاری رہتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عوالی مدینہ میں قبیلہ بنی امیہ بن زید کا ایک انصاری میرا پڑوسی تھا ہم دونوں باری باری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے جس دن میں جاتا واپس آکر اس کو وحی وغیرہ بتاتا، اور جس دن وہ جاتا واپس آکر مجھکو بتاتا تھا۔[2]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے تمام احادیث نہیں سنتے تھے بلکہ اپنے اپنے کام میں مشغول رہتے تھے، جو لوگ مجلس نبوی میں حاضری دیتے تھے وہ آکر ہم سے حدیث بیان کرتے تھے اس زمانہ میں لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے۔[3]

حضرت انس رضی اللہ عنہ مجلس میں حدیث بیان کر رہے تھے، ایک شاگرد نے پوچھا یہ حدیث آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ حضرت انس نے کہا کہ ہم جو حدیثیں تم لوگوں سے بیان کرتے ہیں ان سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے، بلکہ ہم میں سے بعض بعض کو حدیث سناتا تھا،

---

[1] بحوالہ تربیت الاولاد فی الاسلام ص ۲۵۷، [2] بخاری، باب التناوب فی العلم۔
[3] المحدث الفاصل ص ۲۳۵، (مجمع الزوائد ج ۱ ص ...)

اس زمانہ میں جہاں چند صحابہ جمع ہوجاتے تھے، قرآن کی تلاوت، حدیث کا مذاکرہ اور فقہ کی تعلیم شروع کردیتے تھے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب بیٹھتے تھے تو فقہ وحدیث کے بارے میں گفتگو کرتے تھے، ورنہ کسی کو حکم دیتے اور وہ ان کے سامنے کوئی سورہ پڑھتا تھا یا کوئی شخص خود ہی قرآن کی سورت پڑھتا تھا[1] ابونصر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب جمع ہوتے تو علم دین اور حدیث کا مذاکرہ کرتے تھے، اور سورہ پڑھتے تھے[2]

صحابۂ کرام مکانوں کے سامنے صحنوں اور عام راستوں میں بیٹھ کر حدیث کا مذاکرہ کرتے تھے جس کی وجہ سے آنے جانے والوں کو تکلیف وتشویش ہوسکتی تھی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہماری یہ مجلسیں ضروری ہیں کیونکہ ہم ان میں آپس میں حدیث سنتے سناتے ہیں، یارسول اللہ مالنا من مجالسنا بد نتحدث فیھا، یہ سنکر ضروری ہدایت کے ساتھ آپ نے ان کو اجازت دیدی[3]

حضرات صحابہ جہاد وغزوہ کے سفر میں بھی قرآن کے تعلم وتعلیم کا سلسلہ جاری رکھتے تھے امام بخاری رہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ دشمنوں کے علاقہ میں بحالت سفر قرآن پڑھتے پڑھاتے تھے[4]

جب کوئی سریہ جہاد کے لئے روانہ ہوتا تو صحابہ زیادہ سے زیادہ اس میں نکل جاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کے ساتھ مدینہ میں رہ جاتے تھے، اس درمیان میں قرآن کا نزول ہوتا تھا جس سے تمام شرکاء سریہ بے خبر رہتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی

وما کان المؤمنون لینفروا کافة	اور مؤمنوں کو یہ نہ چاہئے کہ سب نکل جائیں، پس
فلولا نفر من کل فرقة منھم طائفة	ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر جماعت سے چند لوگ جائیں
لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم	تاکہ باقی لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں، تاکہ
اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون	ڈرائیں اپنی قوم کو جب وہ واپس آئے تاکہ
(توبہ)	وہ لوگ ڈریں۔

---

[1] طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۲ — [2] الفقیہ المتفقہ ج ۲ ص ۱۲۶ — [3] بخاری ومسلم ۲۳۵

اس کے بعد صحابہ کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہ کر نازل شدہ قرآن کی کی تعلیم واپس آنے والے مجاہدین کو دیا کرتی تھی، اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ میں صحابہ کے ساتھ تشریف لے جاتے اور اس درمیان میں جو قرآن نازل ہوتا تو واپس آنے والے صحابہ مدینہ میں رہنے والے ماذون اور معذور حضرات کو اس کی تعلیم دیا کرتے تھے[1]

عرب کے مختلف علاقوں اور دور دراز مقامات سے مدینہ آنے والے وفود کچھ دنوں قیام کرکے قرآن اور دین کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور مجلس نبوی سے فیض یاب ہوکر اپنے مقامات وقبائل میں جاکر تعلیم دیتے تھے. نیز درسگاہ نبوت کے فضلاء جو قراء کے لقب سے مشہور تھے نومسلم قبائل میں قرآن اور دین کی تعلیم کیلئے روانہ کئے جاتے تھے، اور قبائل کے سردار اور ذمہ دار مدینہ آکر قراء کو دینی تعلیم کے لئے لے جاتے تھے، اس سلسلہ میں ایک مرتبہ بہت سے قراء وصحابہ کی اجتماعی شہادت کا غمناک واقعہ بہت مشہور ہے۔

---

[1] الجرح والتعدیل ج ۱ ص ۲۰۳)

بیان ملکیت متعلقہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند

رجسٹریشن ایکٹ فارم ۴ رول ۸

نام	دارالعلوم
وقفہ اشاعت	ماہانہ
پرنٹر پبلشر	مولانا مرغوب الرحمٰن
قومیت	ہندوستانی
پتہ	دارالعلوم دیوبند
ایڈیٹر	مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی
قومیت	ہندوستانی
پتہ	دارالعلوم دیوبند
مالک	دارالعلوم دیوبند

میں تصدیق کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا تفصیلات میرے علم واطلاع کے مطابق درست ہیں

مرغوب الرحمٰن